اثر خامہ حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی مدظلہٗ
شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

اعجازِ قرآنی

حضرت علامہ افغانی مدظلہٗ کے دیگر نگارشات کیطرح قرآنی علوم و معارف پر حضرت مدظلہٗ کے ایک نہایت بلندپایہ اور فاضلانہ سلسلۂ مضامین کی اشاعت کا فخر الحق کو حاصل ہو رہا ہے۔ پیشِ نظر قسط میں حضرت علامہ نے قرآن کریم کے اعجاز سے بحث فرمائی ہے۔ اگلی قسط میں تعلیماتِ قرآن میں سے وہ اصولِ قرآنی زیر بحث آئیں گے، جن پر امنِ عالم کا مدار ہے۔ الحق کو اپنے گرانمایہ علوم و معارف سے نوازنے پر پورا ادارہ ان کا ممنون ہے۔ متع اللہ المسلمین بفیوضہٖ وجعلہٗ خیر ذخیر للاسلام والمسلمین۔ —(س)—

★

بلاغی اعجاز | قرآن کے متعلق ہم مسلمانوں کا یہ دعویٰ کہ "وہ کلامِ الٰہی ہے کسی انسان کا کلام نہیں" عقل کے لحاظ سے بالکل واضح ہے۔ الفاظ و تعبیراتِ قرآن کے لحاظ سے بھی اور تعلیماتِ قرآن کے لحاظ سے بھی، الفاظ اور تعبیرات کے پیشِ نظر یہ ہے کہ کسی کلام کے متعلق یہ فیصلہ کہ یہ خدا کا کلام ہے یا انسان کا مصنوعات کے معیار پر کیا جا سکتا ہے۔ دنیا میں دو قسم کے مصنوعات ہیں۔ الٰہی مصنوعات جیسے آفتاب و ماہتاب اور انسانی مصنوعات جیسے موٹر سائیکل وغیرہ۔ ان دونوں میں فرق اور امتیاز کا جو معیار ہے وہی خدا اور انسان کے کلام میں فرق کرنے کا بھی معیار ہے اور وہ معیار یہ ہے کہ خدائی مصنوعات وہ ہیں جو انسانی قدرت اور دسترس سے خارج ہوں۔ اور انسانی مصنوعات وہ ہیں جو انسانی قدرت اور دسترس میں داخل ہوں۔ آفتاب اور ماہتاب کو ہم خدا اور خالقِ کائنات کی طرف منسوب کرتے ہیں، نہ انسان کی طرف۔ اس لئے کہ آج تک کسی انسان نے کسی کارخانہ میں سورج اور چاند نہیں بنایا اور نہ بنا سکتے ہیں۔ اس لئے وہ خدا کیطرف منسوب ہیں۔ لیکن موٹر وغیرہ مصنوعات کو انسان بناتا ہے۔ اور انسانی کارخانوں میں بن کر بازاروں میں فروخت ہوتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح انسانی کلام اور تصنیفات انسانی قدرت میں داخل ہیں۔ اور انسان ان کو بناتا رہتا ہے۔ لیکن کلامِ الٰہی

یعنی قرآن چودہ سو سال کے چیلنج کے باوجود کسی انسان سے اسکا کل حصہ بلکہ چند آیات تک نہ کسی سے بن پڑا اور نہ ہی بن سکتا ہے۔ حالانکہ انسان کے پاس اس کے بنانے کے وہ سب اسباب موجود تھے، اور ہیں جو ایک چیز کے بنا دینے کیلئے ضروری ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مادہ ترکیبیہ —— یعنی وہ چیز جس سے قرآن کی آیات مرکب ہیں۔ وہ عربی زبان کے وہ اٹھائیس حروف ہیں جن کے جوڑ سے قرآنی آیات نے ترکیب پائی ہے۔ مثلاً الف، با، تا وغیرہ یہ ایسا ہے جیسے میز بنانے والے کیلئے لکڑی کہ میز کے بنانے کیلئے لکڑی کا وجود ضروری ہے، بغیر اس کے میز نہیں بنائی جا سکتی۔ اسی طرح قرآن کو حروف ہجائیہ عربیہ کے مادہ کے بغیر نہیں بنایا جا سکتا، یہی مادہ اور حروف تمام عرب کے پاس موجود تھے جن سے وہ اپنا کلام بناتے تھے۔

۲۔ نمونہ —— درزی کے پاس اگر کپڑا موجود ہو جو اچکن اور شیروانی بنانے کا مادہ ہے۔ تب بھی وہ ایک خاص قسم کی اچکن اسوقت تک نہیں بنا سکتا جب تک اس کے پاس اس اچکن کا نمونہ موجود نہ ہو۔ یہی نمونہ بھی عرب کے پاس موجود تھا کہ حضور علیہ السلام نے ان کو قرآن پڑھ کر سنایا کہ اسی نمونے کا کلام بنا دو۔

۳۔ تیسری چیز جو کسی چیز کے بنانے کیلئے ضروری ہے وہ مہارت ہے۔ اگر کسی درزی کے پاس کپڑا اور اچکن کا نمونہ بھی موجود ہو لیکن وہ فن خیاطت اور درزی کے کام میں مہارت نہ رکھتا ہو تو بھی اچکن نہیں بنا سکتا۔ لیکن شعراء عرب کے پاس مہارت، فن بلاغت موجود تھی اور انکو فصاحت اور بلاغت میں مہارت تامہ حاصل تھی دن رات ان کا یہی کام تھا اور سارے ملک میں ان کی شعر و شاعری کے چرچے تھے۔ برخلاف حضور علیہ السلام کہ وہ نہ کسی مشاعرے میں شریک ہوئے تھے نہ ان کا یہ مشغلہ تھا۔ نہ اس امر میں ان کے دیگر بلغاء و شعراء عرب کی کوئی خاص شہرت تھی۔

۴۔ چوتھی چیز محرک —— ہر چیز کے بنانے کیلئے ایک باعث اور محرک کا ہونا بھی ضروری ہے۔ ورنہ یہ کہا جا سکے گا کہ ایک شخص ایک چیز کو بنا سکتا تھا۔ لیکن کوئی خاص باعث اور محرک بنانے کا موجود نہ تھا۔ اس لئے اس نے نہیں بنایا۔ جیسے ہم بہت کام کر سکتے ہیں، لیکن کسی محرک کے نہ ہونے کی وجہ سے نہیں کرتے، لیکن نزول قرآن کے وقت عرب کے پاس قرآن سازی کا محرک بلکہ عظیم محرک موجود تھا۔ وہ قرآن کے دعوئ اعجاز کو شکست دینا اور اپنے آبائی دین کو اسلام پر برتر ثابت کرنا تھا۔ نزول قرآن کے وقت عرب قرآن کا دشمن بن گیا اور قرآن کا توڑ اور اسکو شکست دینا ان کا اہم ترین مقصد تھا جو فاتوا بسورۃ من مثلہ کے تحت وہ دو سطروں یا تین آیات کو بنا کر

حاصل کرسکتے تھے۔ لیکن ان دشمنانِ قرآن نے فتح اور کامیابی کے اس آسان راستے کو چھوڑ کر قلم اور زبان ہلانے کی بجائے تلوار کی راہ اختیار کی جو کٹھن راہ تھی اور جس میں ان کو مال وجان کی قربانی دینی پڑتی تھی اور پھر بھی کامیابی یقینی نہ تھی کہ جنگ فتح ہوگی یا شکست ہوگی۔ لیکن تین آیات کے بنا دینے میں قرآن کے فیصلے کے مطابق گھر بیٹھے بیٹھے وہ قرآن پر فتح آسانی کے ساتھ حاصل کرسکتے تھے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کی فطری بلاغت نے یہ فیصلہ کیا کہ قرآن کا علمی مقابلہ ناممکن ہے۔ اور جنگی مقابلہ میں کامیابی کا امکان ہے۔ قرآن کا یہ چیلنج صرف اس زمانے سے مخصوص نہیں بلکہ قیامت تک کیلئے ہے۔ اور اس زمانے میں بھی مصروشام وعراق ولبنان کے بہت عیسائی ادیب جنکی مادری زبان عربی ہے۔ اور جو ادب و لغت کی بیشمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ اور قرآن اور اسلام دشمنی کیلئے وہ کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں۔ لیکن ان کے باوجود قرآن کے چیلنج کا جواب دینے سے عاجز ہیں۔ اگرچہ چاند پر پہنچنے سے اپنے آپ کو عاجز نہیں سمجھتے۔ لیکن قرآن سازی میں اپنے کو عاجز پاتے ہیں۔ یہ قرآن کا وہ بلاغی اور تعبیراتی اعجاز ہے جسکی نظیر نہیں مل سکتی۔

ڈاکٹر سیل مترجم قرآن کی شہادت یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر سیل ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: قرآن جیسی معجز کتاب انسانی قلم نہیں لکھ سکتا۔ یہ مستقل معجزہ ہے جو مردوں کو زندہ کرنے کے معجزے سے بلند تر ہے (تاریخِ اسلام جلد اوّل عبدالقیوم ندوی ص ۳۲۷، ۳۳۲)

اس تقریر کے بعد مسیحی دنیا کے وہ تمام شبہات دور ہو جاتے ہیں جو وہ قرآن کے اعجاز پر پیش کرتے ہیں۔ جیسے پادری نلڈ و پادری اسکاٹ کا یہ کہنا کہ عرب ایسا کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے ایسا کرنے کی ضرورت نہ سمجھی، جس کا معنیٰ یہ ہے کہ ایسا کرنے کا باعث موجود نہ تھا۔ حالانکہ اتنا قوی باعث موجود تھا کہ قرآن کے توڑ کیلئے انہوں نے مال وجان کی عظیم الشان قربانی دی پھر اس قرآن سازی کی راہ کو کیوں چھوڑا۔؟ اس لئے چھوڑا کہ قدرتِ قرآن سازی نہ تھی۔ اگر کسی بیابان میں آدمی پیاس سے مرجائے تو یہ دلیل ہے، کہ پانی موجود نہ تھا۔ نہ یہ کہ پانی تو موجود تھا۔ لیکن اس نے پینے کی ضرورت نہ سمجھی۔

قانونی اعجاز انسانی قانون خواہ اس کا بنانے والا فرد ہو یا جماعت (پارلیمنٹ) وہ تمام اقوام اور ملکوں میں اور مختلف زمانوں میں نہیں چل سکتا، بلکہ ملک قوم اور زمانے کی تبدیلی سے اس میں ترمیم اور رد و بدل یا تنسیخ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس قانون کا سرچشمہ

علم انسانی ہوتا ہے جسکا علم محدود ہے ۔ اور تمام احوال و ظروف پر اسکی نظر نہیں یہی وجہ ہے کہ تمام پارلیمنٹوں اور اسمبلیوں میں سابق قوانین کی ترمیم و تنسیخ کا ہم روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں لیکن قرآن کا قانون ظاہر کرنے والا صرف ایک فرد ہے یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ، نہ کہ جماعت اور وہ بھی امی بلکہ اس کا پورا ملک امی اور کسی مدرسہ سکول کالج میں انہوں نے تعلیم نہیں پائی بلکہ پورے ملک عرب میں نہ کوئی مدرسہ موجود تھا نہ کتب خانہ اور یہی قانون قرآن فتوحات اسلامی کے بعد مراکش سے دیوار چین تک مختلف اقوام میں پھیلا اور زندگی کا لائحہ حیات رہا اور چودہ سو برس تک اس میں قطعاً ترمیم کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی ۔ بلکہ جدید دنیا کی پارلیمنٹوں نے اسی کے قانون کو بعض معاملات میں اپنے پرانے قانون کے برخلاف ملک میں نافذ کیا ۔ ۱۔ مثلاً ۱۹۲۲ء تک انگلستان میں عورت کو حقوق ملکیت حاصل نہیں تھے ۔ قرآن کی تعلیم کے اثر سے حقوق دلائے گئے ۔ ۲۔ ۱۹۳۷ء میں قرآن کے اثر سے امریکہ نے حرمت شراب کا اعلان کیا اور اسکی مضرات کو مختلف کتابوں میں شائع کیا۔ اگرچہ جس عادت کو وہ بگاڑ چکا تھا اسکی وجہ سے عملاً امریکہ کو کامیابی نہیں ۔ ۳۔ طلاق کو یورپ جرم سمجھتا تھا لیکن فطری ضرورتوں نے اسکو قرآن کے قانون فطرت پر عمل کرنے کیلئے مجبور کیا، کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ قرآن کلام الٰہی ہے ، جسکا سرچشمہ خالق کائنات کا علم لامحدود ہے جو ہر قوم ہر ملک اور ہر زمانے کی ضرورتوں پر محیط ہے ۔

ڈاکٹر سموئیل جانسن کی شہادت | ۱۔ قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور ہر زمانے کیلئے موزوں ہیں کہ زمانے کی تمام صدائیں خواہ مخواہ ان کو قبول کر لیتی ہیں وہ محلوں ، ریگستانوں ، شہروں اور سلطنتوں میں گونجتے ہیں ۔ ۲۔ گبن لکھتا ہے قرآن میں زندگی کے تمام شعبوں کے قوانین موجود ہیں۔ ۳۔ سر ڈامنڈ برگ لکھتا ہے ۔ قرآن کے قوانین تاجدار سے ادنیٰ فرد پر حاوی ہیں۔ اور اس قدر معقول ہیں جسکی نظیر نہیں مل سکتی ۔

۴۔ تاثیری اعجاز و باطنی انقلاب | قرآن جس عالمی ماحول میں ظاہر ہوا اس سے زیادہ تاریک دور تاریخ بشری میں موجود نہ تھا ۔ حقوق الٰہی کی پامالی کا یہ حال تھا کہ پوری دنیا بتکدہ بن گئی تھی ، مظاہر قدرت کی پرستش سے کوئی جگہ خالی نہ تھی ہر قسم کی چیزوں کی پرستش کی جاتی تھی ۔ اگر پرستش نہیں ہوتی تھی تو صرف خالق کائنات کی ۔ حقوق انسانی کی پامالی کا یہ حال تھا کہ ہر قوی انسان یا انسانوں کا گروہ ضعیف کو ہڑپ کرتا تھا اور وہ اس میں فخر محسوس کرتا تھا ۔ پھر اس کتاب کا ظہور ہوا اور ایسے ملک میں ہوا جو تین براعظموں ایشیا ، افریقہ ، یورپ کا مرکزی مقام تھا ، اس کتاب یعنی قرآن کی پشت پر

نہ کسی حکومت کی قوت تھی، نہ دولت اور ذرائع نشرو اشاعت کا سہارا اور نہ اس کتاب کو تبلیغ کیلئے کوئی آزاد میدان ملا اور نہ ایسا وقت ملا جس میں وہ بلا روک ٹوک اپنا اثر دوسروں تک پہنچاتا۔ قرآن اور عہد نبوت کا زمانہ تیئس سال ہے جس میں تیرہ سال کفار مکہ کے ظالمانہ دباؤ کے تحت قرآن دبا رہا۔ بعد از ہجرت کے دس سال کے زمانہ میں سے آٹھ سال تک تا فتح مکہ قرآن کے ماننے والوں اور قرآن کے دشمنوں میں لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا جس میں کم و بیش چھوٹی بڑی تقریباً چالیس لڑائیاں لڑی گئیں اور یہ سب لڑائیاں درحقیقت قرآن کے اثر کے سیلاب روکنے کیلئے لڑی گئیں۔ لڑائی اور جنگ ایک ایسا عمل ہے جس کے انتقامی اثرات مدتوں تک قلوب میں باقی رہتے ہیں۔ فتح مکہ کے بعد حضور کے وصال تک تقریباً دو سال کا زمانہ ایسا ہے کہ جس میں قرآن کو اپنی اثر اندازی کیلئے آزاد میدان ہاتھ آیا لیکن وہ ایسی قوم میں جس کے قلوب قرآن کے خلاف مسلسل لڑائیوں کے زخم سے ابھی مندمل نہیں ہوئے تھے۔ لیکن اس دو سال کے تھوڑے عرصے اور غیر موافق ماحول میں قرآن نے عرب پر وہ اثر ڈالا کہ حجۃ الوداع میں صرف شرکاء حج کا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کا ایسا مجمع قرآن نے تیار کیا کہ اگرچہ ظاہری صورت میں وہ انسان تھے۔ لیکن روح کی پاکیزگی اور عمل کے تقدس کے لحاظ سے وہ فرشتے تھے اور اسی قلیل عرصہ میں حضور کے وصال تک دس لاکھ مربع میل عرب کی سرزمین قرآن کے اثر سے توحید الٰہی اور اخلاق حمیدہ کے نور سے منور ہوگئی۔ کیا دنیا میں کسی کتاب کسی جماعت کسی حکومت کے متعلق یہ بتایا جاسکتا ہے کہ اس نے اس قدر عرصہ میں اتنا عظیم اصلاحی انقلاب پیدا کیا ہو جو اس امر کی دلیل ہے۔ کہ یہی کتاب اللہ کی ہے اور اللہ کی قوت کے مظہر ہونے کی وجہ سے یہ عظیم اصلاحی انقلاب رونما ہوا۔

ظاہری اور سیاسی انقلاب | عرب قبل القرآن اور عرب بعد القرآن کا موازنہ کیجئے، قرآن سے قبل عرب تمام اقوام سے ضعیف اور پست تھے اور کوئی قوم ان کو شمار میں نہیں لاتی تھی لیکن قرآن کے بعد اس نے دنیا کی دو عظیم سلطنتوں (رومی اور ایرانی) سے ٹکر لی اور ایسی فتح حاصل کی کہ ان دو عظیم حکومتوں کے جن مقبوضات پر عربوں نے قبضہ کیا وہ صرف زمین پر قبضہ نہ تھا بلکہ دلوں پر بھی قبضہ تھا۔ انہوں نے ملک اور باشندگان ملک کے ان دونوں کو فتح کیا اور اب تک وہی فتح باقی ہے۔ اس فتح و سیاسی غلبہ کا سبب کیا تھا یا اس کا کوئی مادی سبب ہوگا یا غیبی و روحانی مادی سبب تو عرب کو حاصل نہ تھا بلکہ عرب کے فریق مقابل ایران و روم کو حاصل تھا کیونکہ سیاسی فتح

کے مادی اسباب تعداد لشکر، سامان جنگ، دولت، صنعت، راشن اور خوراک، جسمانی صحت ہیں۔ یہ سب ایران اور روم والوں کے پاس تھے اور عرب قلیل التعداد اور بے سروسامان، ضعیف الجسم تھے۔ پھر فتح ان کو نصیب ہوئی جو اس امر کی دلیل ہے۔ یہ فتح قرآن کا اثر تھا قرآن کی تعلیم نے انکی روحوں میں وہ قوت بھردی تھی جو ان کے دشمنوں کے پاس نہ تھی۔ اور روحانی قوت ہی فیصلہ کن ہے۔ آلات حرب خود نہیں لڑتے انسانی جسم اسکو استعمال کرتا ہے اور جسم کو روح استعمال کرتی ہے۔ لہذا وہی قوت کا بنیادی سرچشمہ ہے جس کی وجہ سے ان کو غیبی اور روحانی قوت سے غلبہ حاصل ہوا .... (باقی آئندہ) ■■

عظیم مارمولا
زندگی

سونا، چاندی اور فولاد سے مزین، بے ضرر، ہاضم، وافر خون، مضبوط اعصاب، چہرہ سرخ، بینائی تیز، دل دماغ معدہ جگر صحت مند، بڑھاپے کی آمد اور کمزوریاں ختم
۲۱ روز کیلئے صرف دس روپے
ہارون برادرس ماڈل ٹاؤن بی لائلپور

سیارہ
ضخیم و عظیم اور نفیس و حسین
اشاعت خاص
زیر ترتیب ہے
خالد نمبر
پاکستانی روح ثقافت کی سچی ترجمانی کرنے والا
صاحب طرز شاعر!
جو کلام ہفت رنگ کے ساتھ جلوہ گر ہوا، اور مرکز نگاہ بن گیا
عبدالعزیز خالد
مرد عزیز ——— فکر عتیق ——— شعر جمیل
سیارہ اس کی شخصیت کا مطالعہ اور فن کا تجزیہ پیش کر رہا ہے
مزید تفصیلات بعد میں ——— مینجنگ ایڈیٹر "سیارہ" ——— اچھرہ لاہور ۱۲۔ فون ۶۹۵۴۸